ردّ مرزائیت: محمد نواز بھٹی

ربوہ میں قادیانیوں کا مناظرہ سے فرار
شکست کااعتراف دلچسپ روداد

تاریخ مناظرہ:۔ ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء بروز منگل صبح ۷ بجے

موضوع:۔ مرزا سچا ہے یا جھوٹا (یعنی صدق و کذب مرزا)

مناظرہ گاہ:۔ الحاج ملک خدا بخش صاحب نمبردار کا ڈیرہ (ڈاور، متصل ربوہ)

مسلمان مناظر:۔ مولانا عبدالواحد مخدوم صاحب، خطیب جامع مسجد محمدیہ ڈاور، (ربوہ)

معاونین ۔ مولانا محمد مغیرہ صاحب، خطیب مسجد احرار ربوہ ۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب، مبلغ مجلس تحفظ ختمِ نبوت ربوہ۔

قادیانی مناظر:۔ مربیّ عبدالمجیب شاہد (فاضل جامعہ احمدیہ ربوہ) معلم قادیانی، ڈارو

معاون: مُربیّ محمد حیات گھگھ (قادیانی) امام قادیانی، ڈارو ۔ وغیرہ

مناظرہ کی مختصر روداد:

مرزائیوں کے مربیان نے خود اور اپنی قادیانی جماعت سمیت بہت سے افراد نے مولانا عبدالواحد مخدوم اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ تاریخ مناظرہ طے کی اور تفصیلی مناظرہ کا دن ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء بروز منگل صبح ۷ بجے کا اعلان کر دیا گیا۔ مسلمان مناظرین وقت مقررہ پر مناظرہ گاہ میں کتابوں سمیت پہنچ گئے۔ مگر مرزائی ہمت ہار گئے۔ ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد لاؤڈ سپیکر میں مرزائیوں کو بلایا گیا اور کہا گیا کہ مسلمان مناظرین مناظرہ گاہ میں پہنچ چکے ہیں اور تم بھی جلد از جلد مناظرہ گاہ پہنچو۔ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ آدھ گھنٹہ مناظرہ گاہ میں آپ کا مزید انتظار کرینگے اگر آپ نہ پہنچے تو پھر ڈاور سکول کے کھلے صحن میں آپ کا فلاں وقت سے فلاں وقت تک انتظار کریں گے۔ اگر آپ وہاں بھی نہ آئے تو پھر آپ کے گھر آ کر آپکو دعوت مناظرہ اور اسکے بعد دعوت اسلام دینگے۔ مگر مرزائی نہ آئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک وفد مرزائیوں کے گھر گیا۔ اس وفد میں ملک حاجی سکندر حیات رئیس ڈاور ۔ حاجی عبدالستار، صوفی محمد اشرف وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے مرزائیوں کو گھر جا کر کہا کہ ہمارے علماء مناظرہ گاہ میں پہنچ چکے ہیں۔ آپ بھی پہنچیں ۔ تمام قادیانی بمع مرزائیوں کے مربیّ صاحبان محمد شفیع قادیانی کے گھر جمع تھے۔ مرزائیوں کے ایک مربی حیات گھگھ قادیانی نے کہا کہ رات مجھے اشارہ ہوا ہے کہ میدان مناظرہ میں ہم ہرگز نہ پہنچیں ۔ اسلئے کہ مرزائیوں کا مرزائیت چھوڑ جانے کا شدید اندیشہ ہے۔ اس لئے ہم مناظرہ نہ کریں گے۔

اسکے بعد مسلمانوں نے ایک جلوس نکالا ۔ وہ جلوس ملک خدا بخش کے ڈیرہ (مقام مناظرہ) سے روانہ ہوا اور وہ جلوس سکول ڈاور کے صحن میں پہنچا۔ پھر دوسری جامع مسجد محمدیہ میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلان کیا گیا کہ اسے

قادیانیو! اگر تم ملک خدا بخش کے ڈیرہ پر مناظرہ کیلئے نہیں آئے تو آؤ ڈاور سکول کے بڑے صحن میں مسلمان پہنچ چکے ہیں وہاں مناظرہ کرلیں۔ مولانا عبدالواحد مخدوم نے للکارتے ہوئے اعلان کیا کہ قادیانیو! تم جہاں کہو ہم وہاں مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔ اگر ربوہ میں چاہو تو ہم وہاں بھی جانے کیلئے اور مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر مرزائی پھر بھی نہ آئے اور خاموش ہو گئے۔ سکول میں آدھ گھنٹہ انتظار کے بعد دوبارہ جلوس روانہ ہوا اور وہ جلوس مرزائیوں کے محلہ میں پہنچا اور مرزائیوں کو دعوت مناظرہ دی۔ قادیانیوں کے افکار پر مباہلہ کیلئے کہا گیا۔ مگر مرزاپٹیوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ جیت گئے اور ہم ہار گئے۔ اسکے بعد مرزائیوں کو مسلمانوں نے دعوت اسلام دی۔ بالاخر مولانا عبدالواحد مخدوم نے جلوس واپس ہونے کا اعلان کر دیا۔ جلوس میں ختم نبوت زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد کے پرجوش نعرے بلند ہو رہے تھے۔ جلوس مناظرہ گاہ میں پہنچ کر اختتام پذیر ہوا۔ مسلمانوں کی اس زبردست فتح کی خوشی میں مسلمانوں نے دو دو نوافل شکرانہ ادا کئے اور جامع مسجد میں ۱۱ بجے فتح مناظرہ کی خوشی میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔

جلسہ میں ربوہ کے تمام مسلمانوں کو اہلسنت والجماعت کے علماء نے خطاب کیا۔ ان میں مولانا محمد مغیرہ اور مولانا غلام مصطفیٰ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آخر میں مولانا عبدالواحد مخدوم نے کذب مرزائیت اور عقائد مرزائیت پر بڑا دلچسپ خطاب فرمایا اور دعا کی گئی۔ تمام حضرات جو دور دراز کا سفر کر کے آئے ہوئے تھے۔ واپس چلے گئے۔ الحمدللہ علی ذلک.

بقیہ از صفحہ

کمرے میں لے گیا اور چائے پینے پر اصرار کیا۔ چائے پینے سے فارغ ہوئے تو اس نے میرے ساتھیوں سے پوچھا آپ نے اب کہاں جانا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہم وزیر آباد جائیں گے۔ تو اس نوجوان نے میرے ساتھیوں کو تو جیپ میں سوار کرا کے بس سٹینڈ کی طرف روانہ کیا اور مجھے اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ نہ جانے وہ کن کن راستوں سے گزرتا ہوا مجھے اپنے گھر لے گیا اور جاتے ہی گھر جا کر کہنے لگا دیکھو ہمارا محسن آگیا۔ یہ سنتے ہی اس کے گھر کے تمام افراد میرے گرد جمع ہو گئے۔ یہ وہ تمام لوگ تھے جن کو میں نے آپس میں ملوایا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ نوجوان ایم اے انگلش اور ایم اے اردو تھا اور روزگار کی تلاش میں لاہور آ گیا تھا اور اپنے والدین کو بھی لاہور لے آیا تھا۔ اس کا اصرار تھا کہ میں وہاں ان کے ہاں کچھ دنوں کے لئے رکوں۔ مگر میری مصروفیت کو سمجھتے ہوئے اس نے زیادہ اصرار نہ کیا اور مجھے بڑی عزت و احترام کے ساتھ ریلوے اسٹیشن لے آیا اور رات ۱۰ بجے کی گاڑی میں سوار کرایا۔ یہ واقعہ مجھے آج تک یاد ہے اب نہ جانے وہ نوجوان کہاں ہو گا مگر اس کی یاد مجھے ہمیشہ آتی رہے گی۔